پیاری والدہ محترمہ حمیدہ حفیظ صاحبہ

بنت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تاریخ پیدائش اگست 1914ء　　　　　　　　　　تاریخ وفات 26 اکتوبر 1995ء

خاکسار کے شوہر ولی الرحمان سنوری صاحب کی پیاری والدہ محترمہ حمیدہ حفیظ صاحبہ بنت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ اور اہلیہ حکیم حفیظ الرحمان سنوری صاحب قادیان میں 1914ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی پیدائش بھی ایک خوبصورت واقعہ اُنکے والد صاحب کی کتاب تجلّیٔ قدرت صفحہ 172 میں درج ہے۔

وہ واقعہ درجِ ذیل ہے

"1914ء میں مَیں قادیان میں مع اہلیہ کے آیا تھا اور آرائیوں کی مسجد کے پاس مکان کرایہ پر لے کر رہائش کی تھی۔ میرے گھر میں پیدائش ہونی تھی۔ ایک دن میری اہلیہ صاحبہ نے بوقت ظہر نماز کو جاتے وقت مجھے کہا کہ مجھے تکلیف ہے دعا کرنا۔ میں نے مسجد میں جا کر مائی کاکو صاحبہ کو کہا کہ آواز دے کر اطلاع دے کہ حضرت امّ المومنینؓ کو عرض کر دیں کہ وہ میری بیوی کیلئے دعا کریں اسے بچے کی پیدائش کی درد یں ہیں۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر گھر گیا۔ میری بیوی نے کہا آپ نے حضرت امّ المومنینؓ کو کیوں اطلاع دی۔ میں نے کہا دعا کے واسطے عرض کیا تھا۔ وہ تو اس وقت خادمہ کو ہمراہ لے کر یہاں تشریف لائیں اور دروازہ کھٹکھٹایا میں سو گئی تھی جب اُٹھ کر دروازہ کھولا تو فرمایا۔ تم سو رہی ہو اور قدرت اللہ نے مجھے زچگی کی اطلاع دی ہے مجھے فکر ہوا۔ میں خود آئی ہوں مجھے لیٹا کر تیل لے کر پیٹ پر مالش کی اور فرمایا ابھی چند دن باقی ہیں۔"

"اس بچے کی پیدائش سے چند دن پہلے اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر جاری فرمایا "خیر مہر ہے مریم کے رنگ کی بیٹی پیدا ہو گی" چونکہ میرے گھر میں اس سے پہلے دو لڑکیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ میرے والدین کو بہت خیال تھا کہ لڑکا پیدا ہو تا ہم دیکھ لیں۔ اسی وجہ سے ہمیں قادیان روانہ کیا تھا کہ بچے کی پیدائش قادیان میں ہو۔ اس تاریخوں کے حساب میں والدہ صاحبہ نے والد صاحب کو عرض کیا تھا آپ پھر قادیان جاویں۔ چنانچہ والد صاحب قادیان آئے ہوئے تھے میں نے عرض کر دیا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ "خیر مہر ہے مریم کے رنگ کی لڑکی پیدا ہو گی"۔ والد صاحب سُنکر خاموش سے ہو رہے۔ مگر اگلے روز والد صاحب میری عدم حاضری میں واپس تشریف لے گئے میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ والد صاحب اتنی جلدی کیوں چلے گئے اس نے بتایا کہ آپ نے جو خواب سُنایا تھا اس کا ذکر مجھ سے کیا کہ میں لڑکا دیکھنے آیا تھا وہ کہتا ہے کہ مریم کے رنگ کی لڑکی پیدا ہو گی۔ میں نے کہا مجھے خواب بتایا گیا ہے کہ اس کے بعد اور لڑکی پیدا ہو گی یہ سُنکر فوراً تیاری کر لی اور تشریف لے گئے چند دن کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حمیدہ بیگم ہے اس کے بعد سعیدہ بیگم پیدا ہوئی۔"

اس خواب اور واقعہ کی مناسبت سے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی تمام زندگی اسم با مسمیٰ یعنی مریمی صفات کی مالک اوصافِ حمیدہ کے تحت گذری۔ آپ نے ہر تکلیف کا نہایت عزم وہمت و استقلال کے ساتھ اور دعا کے ساتھ وقت گذارہ۔ اور الحمدُللہ ایک کامیاب، فرمانبردار بیٹی، اطاعت گذار بیوی اور پُر شفقت ماں کا روپ ثابت ہوئیں۔ جہاں تکالیف اور مشکل سے مشکل حالات کا سختی سے مقابلہ کیا وہاں پیار اور محبت کی شمع بھی جلاتی چلیں گئیں اور تمام خاندان میں مثالی بیٹی، مثالی بیوی اور مثالی ماں ثابت ہوئیں۔ خدا کے فضل سے صحابی باپ کی اولاد تھیں اور اُنہی کی تربیت کے طفیل عمدہ رنگ میں تربیت پائی اور

آگے اپنی نسل میں بھی منتقل کی۔ آج خدا کے فضل سے آپ کی اولاد بھی انہی صفات کی حامل عمدہ اخلاق کی مالک ہے۔ آپ کے گھر کا ماحول بھی مذہبی علوم سے منور تھا یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں زندگی بسر کرنا۔ آپ نے اپنے بچوں کو بھی دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے آراستہ کیا۔ چھوٹی عمر سے ہی نماز، قرآن کی عادت ڈالی۔ میرے شوہر بتاتے ہیں کہ اُنہیں یاد نہیں کہ کب انہوں نے نماز پڑھنا شروع کی یعنی بچپن سے ہی اپنے ساتھ نماز کیلئے کھڑا کرنا اور سوتے وقت نماز، دعائیں اور چھوٹی چھوٹی سورتیں زبانی یاد کروانا اُنکی اولین عادت میں شامل رہا۔

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت اور عبادات:

آپ کو اپنے خالق و مالک سے بہت محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر کماحقہ عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتی تھیں۔ نماز ہمیشہ بروقت ادا کی، ممکن ہوا تو باجماعت گھر میں شوہر اور بچوں کے ساتھ بھی نماز باجماعت کی ادائیگی کی۔ خود بھی کثرت سے قرآن پاک کا مطالعہ کرتیں اور اپنے بچوں کے علاوہ دیگر بچوں کو بھی قرآن پڑھاتی تھیں۔

نبی کریم ﷺ سے بے پناہ عشق تھا جسکے باعث کثرت سے درود شریف پڑھا کرتی تھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا لکھا ہوا عربی قصیدہ بھی باقاعدگی سے ہر روز پڑھا کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی باقاعدہ اور کثرت سے کرتی تھیں۔ اکثر سورتیں زبانی یاد تھیں اور کام کاج کے دوران اُن کی زبانی تلاوت فرمایا کرتیں۔ تلاوت میں اسقدر باقاعدہ تھیں کہ اگر سفر پر یا کہیں باہر جاتیں اور صبح اپنا مقرّرہ حصّہ تلاوت مکمل نہ کیا ہوتا تو گھر پہنچ کر پہلے وہ حصّہ مکمل کرتی تھیں۔ روزانہ تلاوتِ قرآن کریم تقریباً 2 پارے مکمل کرتیں اور مختلف سورتیں جن میں سورۃ یٰسں، سورۃ مزمّل، آیۃ الکرسی، الغاشیہ ، سورۃ واقعہ، سورۃ شمس، سورۃ اعلیٰ، سورۃ ملک، سورۃ الرحمٰن، سورۃ جمعہ، سورۃ حشر، سورۃ الکہف، سورۃ مریم وغیرہ سورۃ بقرہ اور آلِ عمران کے پہلے اور آخری دو دو رکوع اور آخری نصف پارہ مکمل پڑھا کرتی تھیں، نماز پنجوقتہ کے علاوہ دیگر نوافل اشراق، چاشت اور صلوۃ التسبیح وغیرہ بھی باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ نمازِ فجر کے بعد دو گھنٹہ آرام کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر نوافل و قرآنِ پاک کی تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا جو تقریباً گیارہ بجے تک مکمل ہوتا اس کے بعد قصیدہ اور درود شریف اور استغفار کی کثرت کے بعد نمازِ ظہر کا وقت ہو جاتا۔ نمازِ ظہر اور دوپہر کے کھانے کے بعد اخبار الفضل اور دیگر جماعتی رسائل الفرقان، انصار اللہ، مصباح و تشحیذ وغیرہ کا مطالعہ جاری رہتا۔ ساتھ ساتھ گھر میں بچوں کو نصائح اور دیگر گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا پھر نمازِ عصر اور اسی طرح مغرب وعشاء اور نوافل وغیرہ کثرت سے ادا کرتی تھیں۔ حالات حاضرہ کے جائزہ کیلئے ریڈیو یا ٹی۔ وی سے خبر نامہ بھی ضرور سُنا کرتی تھیں۔ یا ٹی۔ وی کے مزاحیہ اداکار کا کوئی علمی اور فنی پروگرام ہوتا تو وہ بھی شوق سے دیکھتی تھیں۔ الغرض عمر کے آخری حصّہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور وفات بھی خدا کے فضل سے خدا تعالیٰ کے حضور نماز ادا کرنے کی حالت میں ہی ہوئی۔

عمر کے آخری سال تک تمام روزے بمعہ شوال کے روزے باقاعدگی سے رکھتی تھیں۔ خاکسار کو بھی شوال کے روزوں کی عادت اُنہی کے طفیل نصیب ہوئی۔ ان روزوں کے علاوہ بھی دورانِ سال وقتاً فوقتاً نفلی روزے رکھنے کی عادت تھی۔ خدا کے فضل سے ایک بار عمرہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور بہت خوشی محسوس کرتی تھیں۔ ہر جمعہ باقاعدگی سے پڑھتی تھیں اور سوا بارہ بجے ہی بیتِ اقصیٰ یا دیگر مساجد میں جہاں موقع ملتا پہلے سے جا کر نوافل ادا کرتیں۔ پھر جمعہ کی نماز پڑھ کر کسی نہ کسی کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتیں۔ اُنکی ان عبادات کو دیکھ کر نانا جان کا یہ شعر مندرج ''تجلّی قدرت'' یاد آتا ہے، کہ اُن پر کس قدر صادق آتا ہے۔ ؎ ''حمد کرنے کی سعادت کر حمیدہ کو عطا'

ربوہ میں اُنکے شوہر نے جو گھر بنا کر دیا، خدا کے فضل سے خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے اُس گھر کا نام بیت الحمد رکھا۔ اور آپ نے اُس گھر میں آخری پچیس سال گزارے۔

حمد کرنے کی سعادت سے ایک اور بات ذہن میں آتی ہے کہ اگلی نسل میں یعنی ایک پوتی، اور ایک پوتے (خاکسار کے بچوں) کے نام بھی خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے "حمید الرحمن" اور "تحمیدہ ولی" تجویز فرمائے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی حمد کرنے کی سعادت عطاء فرمائے اور اسم با مسمیٰ بنائے۔

سفر میں بھی ہمیشہ دُعائیں کرتی رہتی تھیں۔ خاموش رہتی تھیں۔ سفر میں باتیں کرنا پسند نہ تھا۔ ہمیں بھی دُعاؤں کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ قصیدہ اور دُعائیہ خزائن کو ہر روز پڑھنا بھی ان کا معمول تھا۔ دُرِّ ثمین اور کلامِ محمود بھی کئی کئی بار مکمل پڑھی ہوگی۔ اسی طرح دینی کتب کا بھی مطالعہ کثرت سے کیا کرتی تھیں۔ حضور کی خدمت میں خطوط بھی باقاعدگی سے لکھوایا کرتی تھیں اور بچوں کو خلافت سے مضبوط تعلق رکھنے کی تلقین بھی کیا کرتی تھیں۔

توکل الی اللہ:

خدا تعالیٰ کی ذات پر اتنا زیادہ توکل تھا کہ بڑی سے بڑی پریشانی کو بھی انتہائی صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا اور خدا کی ذات پر مکمل بھروسہ کیا۔ اکثر بتایا کرتی تھیں کہ ابا جان کی ملازمت کے دوران قلیل تنخواہ میں سب بچوں کے اخراجات احسن رنگ میں پورے کئے۔ پھر بچوں کی شادیوں کے سلسلہ میں اور مکان تعمیر کرنے کے سلسلہ میں بعض دفعہ بہت ہی مشکل حالات آئے لیکن محض اور محض دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے خود تمام انتظام فرمائے۔ ہمیں بھی ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ ہر مشکل میں ہمیشہ خدا کو یاد کرو، جو کچھ مانگنا ہے خدا سے مانگو، کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ، خدا خود مدد کرے گا۔ اور یہ نسخہ خاکسار نے بھی بارہا آزمایا ہے۔ ہر موقعہ پر اس طرح غیبی امداد شاملِ حال رہی ہے کہ اپنی قسمت پر بعض دفعہ رشک آتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ہر چھوٹی سے لیکر بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ عادات و فضائل عمدہ سیرت کے نمونے ہمارے بچوں میں بھی اسی طرح رواں دواں رہیں اور ہم خدا کی ذات پر اسی طرح بھروسہ کرنے والے ہوں۔

خلیفۂ وقت سے محبت:

خلیفہ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہنا۔ خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سننا اور اس کی بچوں کو بھی تلقین کرنا بھی اُنکی خوبصورت عادتوں میں سے ایک عادت تھی۔ اسی طرح الفضل کے مطالعہ پر بھی کثرت سے زور دیتیں کہ اس سے افراد جماعت سے بھی رابطہ رہتا ہے۔ اس لئے باقاعدگی سے پڑھتی تھیں اور پڑھنے کی نصیحت بھی کرتی تھی۔ بعض اوقات بچوں سے بھی پڑھوا کر سُ مُنتی تھیں۔ اسی طرح چندوں کی ادائیگی بروقت کرنا، اور مالی تحریکات میں بھی شامل ہونا، وصیت کا چندہ بھی باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔

خلیفہ ءِ وقت سے محبت دین کے طفیل ہی آپ کے دو بچوں کو وقفِ دین کی سعادت نصیب ہوئی۔ صفی الرحمان خورشید مربّی سلسلہ بنے اور میرے شوہر ولی الرحمان سنوری کو 33 سال تحریکِ جدید مربیان کے ادارہ میں کام کرنے کی توفیق ملی۔

خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے محبت:

بفضلِ خدا تعالیٰ آپکو خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت بجالانے کا بھی بہت موقعہ ملا۔ سندھ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زمینوں پر اباجان کی ملازمت کے دوران حضور کیلئے کھانا پکانے کا کام بھی سر انجام دیتی تھیں۔ اور خدا کے فضل سے آپکے ہاتھ میں اس قدر لذت اور ذائقہ تھا کہ ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ "اگر آپ مرد ہوتیں تو لنگر خانہ میں باورچی مقرر کر لیتا"۔ آلو گوشت یا مرغی کے علاوہ دال اور سبزی بھی بہت مزے دار بناتی تھیں۔ مثلاً اروی کے پتوں کے پکوڑے، ساگ، گوبھی گوشت اور اسی طرح میٹھے میں گجریلا، گاجر کا حلوہ تو بہت ہی مزیدار ڈشیں تھیں۔ خاندان افراد سے محبت کا تقاضا ہی تھا کہ واپسی پر ساتھ جاتے وقت بھی خود گھر میں تیار کردہ دیسی گھی اور اچار ڈبّوں میں بند کر کے ساتھ دیتی تھیں۔ کیونکہ گھر میں ہمیشہ مرغیاں اور بھینسیں رکھی ہوتی تھیں اور مکھن، گھی، لسّی وغیرہ بھی خود تیار کرتی تھیں۔ اسی طرح دیسی انڈوں کا حلوہ تو اباجان کی پسندیدہ مرغوب غذا تھی جو امی جان بڑی محنت سے اُن کے لئے تیار کرتی تھیں۔

خاندانِ افراد حضرت مسیح موعودؑ کو بچوں کی شادیوں کے مواقع پر ہمیشہ دعوت دیتی تھیں بلکہ خود اُن کے گھروں میں جاکر دعوت نامہ پیش کرتیں اور اُن کا پیار و محبت دیکھئے کہ اکثر و بیشتر تشریف بھی لاتے۔ چھوٹی آپا (حضرت سیدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ)، بیگم امۃ الحفیظ صاحبہ، ناصرہ بیگم صاحبہ اور نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی انتہائی پیار اور شفقت کا سلوک فرماتیں۔ یہاں یہ ذکر بھی مناسب سمجھوں گی کہ سیّدہ مہر آپا صاحبہ کا ایک خط حضرت نانا جان کے نام جو تجلّی ٔقدرت میں بھی درج ہے۔ صفحہ نمبر 267۔

آپ لکھتی ہیں۔ "محترمی مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ آپ کے گھر والے یعنی آپ کی اہلیہ محترمہ گوبھی گوشت بہت عمدہ پکایا کرتی ہیں۔ آج مجھے ٹھیک بارہ بجے کھانے پر اُن سے گوبھی گوشت پکوا کر بھجوائیں۔ بشریٰ۔ مہر آپا"

کھانوں میں لذت:

الغرض اس عبارت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی دلچسپی اور شوق، کھانوں میں لذت، والدین کے ذریعہ وراثت میں آیا۔ خود بھی خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خواتین مبارکہ سے ملاقات کے لئے جاتیں تو اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ بنا کر تحفۃً ضرور ساتھ لے کر جاتیں۔ مثلاً گاجر کا حلوہ، اچار، ساگ، وغیرہ۔ جن کو وہ بڑے شوق سے پسند فرماتیں۔ خدا کے فضل سے ان کے کھانوں کا ذکر چلا تو یاد آیا کہ اُنکے بیٹے حنیف الرحمن صاحب نے بہت مزے دار کھانا بنانا سیکھا۔ اور لندن میں کافی عرصہ تک COOK کا کام کرتے رہے اور خصوصاً حضور کے لئے بھی کھانا وہی تیار کرتے تھے۔ اور اب بھی خدا کے فضل سے خود ہی مزے دار کھانا بنا کر مہمانوں اور بچوں کو محظوظ کرتے ہیں۔ اسی طرح خاکسار نے بھی اُن سے بہت کچھ سیکھا۔ اور پھر خدا کے فضل سے حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں بھی کباب اور کروندے کی چٹنی و اچار خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے بھجوایا کرتی تھی۔ جن کو انہوں نے ہمیشہ بہت پسند فرمایا اور شکریہ کے طور پر جوابی تحریر میں بھی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ الحمدللہ کہ خاکسار کو بھی والدین اور انکے والدین کے طفیل، خاندانِ مسیح موعودؑ کی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی توفیق ملی۔ کھانوں سے دلچسپی کا ایک اور ذکر کرنا نہ بھولوں گی کہ شادی کے بعد کافی عرصہ تک اکثر اوقات امی جان سالن خود تیار کرتی تھیں۔ اور روٹی مجھ سے بنواتی تھیں کیونکہ میرے ننھیال کا تعلق دلی سے تھا اور خدا کے فضل سے خاکسار روٹی بہت عمدہ یعنی پتلے پتلے پھلکے بنانے کی ماہر تھی۔ چنانچہ میرے ہاتھ سے پکی ہوئی روٹی کو خود بھی بہت پسند فرماتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ میں چونکہ ہاتھ سے

روٹی بناتی ہوں جو قدرے بڑی اور موٹی ہوتی ہے اور تم چکلہ پر بیل کر پتلے پتلے پھلکے تیار کرتی ہو جو بہت مزے دار لگتے ہیں اسی طرح انکے بہن بھائی اور بچے بھی آتے تو سب کو میرے ہاتھ کی روٹی بہت مزے دار لگتی۔ بڑے ماموں جان محمود احمد اور داؤد احمد گلزار صاحب کہا کرتے تھے کہ بھوک نہ بھی ہو تو آپ کی روٹی تو زیادہ کھائی جاتی ہے۔ یعنی اتنی نرم اور مزے دار ہوتی ہے۔ سبحان اللہ کیا کیا شخصیات تھیں جن کی خدمات کر کے کس قدر لطف آتا تھا جب وہ چند فقرات سے ساری تھکاوٹ دور کر دیتے تھے۔

جماعت سے محبت:

پیاری امی جان کو گاہے بگاہے مختلف جماعتی خدمات کا بھی موقع ملتا رہا۔ سیکرٹری مال، سیکرٹری مصباح کے طور پر کام کیا۔ اسکے علاوہ جماعتی اطلاعات دینے کا کام بطور گروپ لیڈر بھی کرتی رہیں۔ موصیہ ہونے کے ناطے وصیت کے چندہ کی ادائیگی بہت باقاعدگی سے مکمل ادا کرتی تھیں۔ ہمیں بھی ہمیشہ نصیحت کی کہ پہلے میرا چندہ ادا کرو پھر باقی اخراجات اسی طرح ہمیں بھی باقاعدگی سے چندہ ادا کرنے کی عادت ہوئی۔ اسی طرح خلیفہ وقت کی تمام تحریکات میں جوش وخروش سے شامل ہوتیں اور حسبِ توفیق ادائیگی فرماتیں۔

صحت وخوراک:

الحمد للہ، ہمیشہ سادہ خوراک استعمال کی جو کچھ میسر آتا پسند فرماتی تھیں۔ ناشتہ میں اور سحری کے وقت میں خاص طور پر میٹھی چیزیں کھانا زیادہ پسند تھا۔ مثلاً ملائی میں چینی ڈال کر روٹی کے ساتھ کھانا یا میٹھا دلیہ وغیرہ پسند فرماتی تھیں۔

اسی طرح لباس بھی عمدہ سادہ اور صاف ستھرا پہنتی تھیں۔ حسبِ توفیق اچھی خوشبو لگانا بھی پسند کرتی تھیں۔ بالوں میں ہمیشہ تیل لگوانا اور آنکھوں میں سُرمہ لگانا پسند تھا۔ کیونکہ اس سے نظر اچھی رہتی ہے۔ بالوں میں اکثر دھی یا ملائی کا استعمال بھی عمدہ صحت اور تروتازہ ذہن، نیز سر درد کی شکایت سے بچنے کے لئے کرتیں۔ اسی لئے الحمد للہ آخری وقت تک صحت بہت عمدہ رہی۔

سادگی اور ہنر مندی:

سادہ کھانا اور سادہ لباس، سادہ عادات تھیں۔ ہمیشہ سادگی کو ترجیح دیتی تھیں۔ لباس بھی سادہ اور ڈھیلا ڈھالا پسند فرماتی تھیں۔ ہمیشہ خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے زیب تن کرتی تھیں۔ آخری چند سال خاکسار کا تیار کردہ لباس بہت پسند فرماتیں۔ حتیٰ کہ شادیوں کے موقع پر بھی بچیوں کے لباس خود ہی تیار کرتی تھیں۔ مالی تنگی کے اوقات میں دوسروں کے کپڑوں کی سلائی کر کے بھی بسا اوقات گزارا کیا۔ لیکن کبھی بھی کسی کے آگے دستِ سوال نہ پھیلایا۔ سلائی کے ساتھ کڑھائی، رِلّی ورک اور کروشیا کے علاوہ سویٹر وغیرہ بنانے کا ہنر بھی آتا تھا۔ اسی طرح گرمی سردی کے کپڑے، کھیس، رضائیاں وغیرہ بھی خود ہی تیار کرلیتی تھیں اور گاہے بگاہے اُس سے فائدہ بھی اُٹھاتی تھیں۔ مٹی سے چولہا، کوئلوں کی انگیٹھی اور تندور خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے بناتیں اور زیادہ مہمانوں کی صورت میں تندور میں خود اپنے ہاتھ سے روٹی تیار کر کے پیش کرتیں۔

ہمدردی/خلق:

شوہر کی محدود تنخواہ میں بھی بچوں کی تمام ضروریات کو احسن رنگ میں پورا فرماتی تھیں۔ عمدہ سلیقہ اور کفایت شعاری سے عمر بسر کی۔ دوسروں سے ہمدردی اور پیار و محبت کا احساس بہت زیادہ تھا۔ ہمیشہ خود تکلیف اُٹھا کر بھی دوسروں کی مدد کی۔ خواہ جسمانی ہو، مالی یا کسی بھی رنگ میں۔ دوسروں کی پریشانی گوارا نہ تھی۔ دوسری بچیوں کی شادی میں بھی ہر ممکن مدد فرما کر خوشی محسوس کرتی تھیں۔ اسی طرح ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھتی تھیں۔ عیدین کے علاوہ بھی جب اچھے کھانے گھر میں تیار کرتیں تو ارد گرد کے ہمسایہ اور رشتے داروں کو بھی ضرور بھجواتی تھیں۔ بیماروں کی عیادت، غریبوں کی مدد اور رشتہ داروں، بہن بھائیوں سے حسنِ سلوک اُن کی گھٹی میں شامل تھا۔ ربوہ میں رہنے کے باعث آخری سالوں میں تمام بہن بھائیوں اور بچوں کا جلسہ جات، اجتماعات، شوریٰ اور تعطیلات میں مرکز میں آنا اور اُنکے پاس رہنا اُنہیں بہت پسند تھا، سب کے ساتھ بہت خوش خلقی سے پیش آتیں اور سب کی مہمان نوازی بھی کرتی تھیں۔

آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا:

یہ عادت بھی خاکسار نے پیاری والدہ سے ہی سیکھی۔ کیونکہ اُنہوں نے جو کام بھی شروع کیا۔ اُنکی پوری کوشش ہوتی تھی کہ وہ جلد ختم ہو جائے اور ختم کر کے ہی دم لیتی تھیں۔ کہا کرتی تھیں کہ زندگی کا اعتبار نہیں اس لئے جو کام شروع کرو اسے ہمیشہ جلد از جلد پورا کرنے کی کوشش کرو۔ بازار سے کپڑے خرید کر لاتیں۔ خصوصاً گرمیوں کے سوٹ، تو جلد از جلد اُسی روز پانی میں بھگو کر Shrink کر کے رکھتی تھیں یا پھر اگلے روز کاٹ کر سوٹ تیار کر لیتیں۔ یا میرے ساتھ مکمل کروانے میں مدد کرواتی تھیں۔ اسی طرح شادی بیاہ کے کپڑے بھی۔ دوائیاں تیار کرنا ہوتی تھیں تو وہ بھی نماز، قرآن اور نوافل سے فارغ ہو کر، چکی پر پیسنے کیلئے بیٹھ جاتیں اور شام تک مکمل تیار کر لیتی تھیں۔ خاکسار بھی مدد کرواتی۔ جس سے خوش ہوتیں اور بہت دعائیں دیتی تھیں۔ اسی طرح بچوں کے ساتھ مل کر جمعہ کے دن وقارِ عمل ضرور کرتیں۔ خصوصاً گرمیوں میں صبح صبح پودوں کی کانٹ چھانٹ اور کیاریوں کی صفائی وغیرہ بچوں کے ساتھ مل کر کرواتیں۔ آخری عمر میں ہم کام کرتے تو پاس بیٹھ کر دیکھتیں اور ہدایات دیتی رہتی تھیں۔

باغبانی:

میری پیاری امی جان کو باغبانی کا بہت شوق تھا اور صحن کے کچھ حصّہ میں کیاریاں بنا کر سبزیاں اور پھول لگائے ہوئے تھے۔ سبزیوں میں کدو، لہسن، پیاز، توری، بھنڈی، ٹماٹر، پالک، کریلے، گاجر، مولی کے ساتھ مکئی کے پودے بھی اکثر اوقات گھر میں لگا لیا کرتی تھیں۔ اسی طرح خاکسار کو بھی باغبانی کا شوق پیدا ہوا۔ امرود، انار، بیر، کرونده (Cranberry)، جامن، شہتوت اور نیم جیسے سایہ دار اور پھلدار درخت بھی گھر میں لگا رکھے تھے اور محترم ابا جان کی مدد سے اُنکی حفاظت بھی کیا کرتی تھیں۔ عبادت اور دیگر گھریلو کاموں سے فراغت کے بعد زیادہ تر شام کا بقیہ حصّہ اپنے باغیچہ میں گذارتی تھیں۔

خاکسار کو یاد ہے کہ ایک مرتبہ امی جان گھر کے پچھواڑے میں کپاس کے پودے لگائے اور انہوں نے اتنی بہار دی کہ اُن سے کپاس اُتار کر اُسے بیلنے اور چرخنے کی مدد سے خود دھاگہ تیار کیا اور پھر اُس سے دو کھیس تیار کروائے۔ اللہ اللہ کس قدر محنتی خاتون تھیں ماشاء اللہ۔

بچوں سے محبت اور اُنکی تربیت:

اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں سے بہت محبت سے پیش آتی تھیں۔ کوئی نہ کوئی نواسہ نواسی، پوتا پوتی اپنے پاس ضرور رکھتی تھیں۔ اُنکی عمدہ تربیت کا بھی بہت خیال تھا۔ خدا کے فضل سے آخری عمر میں خاکسار کے پانچوں بچے بھی پاس تھے۔ وہ تو سب سے چھوٹے بیٹے کی اولاد ہونے کے باعث سب سے لاڈلے اور پیارے تھے۔ اپنے سے جدا کرنا بالکل بھی پسند نہ کرتی تھیں۔ اپنے بڑے بچوں کے پاس جتنے دن کا کہہ کر جاتی تھیں۔ اُس سے قبل ہی واپس آجاتی تھیں۔ کہ میں ولی، اُسکے بچوں اور خاکسار کے بغیر اُداس ہو گئی ہوں۔ بچوں کو ڈانٹنا یا جھڑکنا بالکل نہ پسند کرتیں تھیں۔ بلکہ کہا کرتی تھیں کہ اُنکے لئے دُعا کیا کرو۔ جو کام دعا سے ہو سکتا ہے وہ ڈانٹ سے نہیں۔ خود بھی بہت پیار اور محبت سے بچوں کو سمجھاتی تھیں۔

مثالی بیٹی، بہن، بیوی اور والدہ:

والدین صحابی حضرت مسیح موعودؑ ہونے کے طفیل خدا کے فضل سے آپ کی تربیت بھی بہت عمدہ طور پر ہوئی تھی۔ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت اور خوشنودی کو اپنا اوّلین فرض خیال کرتے ہوئے عمر بسر کی۔ شادی سے قبل بھی والدین کے ساتھ گھر کے کاموں، چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش میں ہاتھ بٹانا۔ خصوصاً بڑی دو بہنوں کی شادی کے بعد والدہ محترمہ کے ساتھ کافی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ سے چھوٹی بہن کی بہت چھوٹی عمر میں وفات ہو گئی تھی اور اُن سے چھوٹے بھائی محمود احمد صاحب جو 4 بہنوں کے بعد بڑے بھائی بھی تھے اُن سے بھی بہت پیار اور محبت رہا اور اسی طرح باقی تمام بہن اور بھائیوں کے ساتھ بھی ماشاء اللہ آپ کی والدہ صاحبہ کے اولاد بھی محض حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کے نتیجہ میں ہوئی تھی اور 4 بھائی اور 2 بہنوں آپ سے چھوٹی تھیں۔ اور بڑی بہن ہونے کے ناطے اپنے بہن بھائیوں کی خدمت میں آپ کوئی کسر اُٹھانہ رکھتی تھیں۔ والدین کی تربیت کے زیرِ سائیہ پروان چڑھنے والے ان تمام بچوں کو خاکسار نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمر کے آخری حصّہ تک اُنکے پیار و محبت میں پہلے سے بڑھ کر اضافہ ہی دکھائی دیا۔ والدہ صاحبہ خود بھی لندن، کراچی، لاہور اور کوئٹہ اپنے بہن بھائی اور بچگان کے پاس کچھ نہ کچھ عرصہ ضرور گذارتی تھیں۔ تبدیلی آب وہوا اور حسنِ سلوک کے باعث بہت خوشگوار تاثر لیکر واپس لوٹا کرتی تھیں۔ اسی طرح تمام بہن بھائی اور بچے گاہے بگاہے ربوہ مرکز میں آتے رہتے تھے اور بہن اور والدہ سے ملے بغیر واپس نہ جاتے تھے۔۔ بہن بھائیوں کا یہ پیار ہی تھا کہ تمام بھائی چھوٹے تھے لیکن آپ بھائی جان کہہ کر مخاطب کرتی تھیں۔ کبھی بھی نام لینا گوارا نہ کرتی تھیں۔ بہت ادب اور احترام سے پیش آتی تھیں۔ اسی طرح شوہر کے ادب احترام کا بھی خوب خیال رکھتی تھیں۔ اطاعت شعار اور وفادار بیوی ہونے کا ثبوت دیا۔ اگرچہ خاکسار کو اباجان کے ساتھ قلیل یعنی 3 سال کا عرصہ گذارنے کا موقعہ ملا لیکن اُس عرصہ میں بھی خاکسار نے دونوں کی محبت کو مثالی پایا۔ کوئی بھی کام کرتے مل کر سرانجام دیتے چاہیے باغبانی کرنا ہو یا خانہ داری۔ ادویات تیار کرنا ہو یا دھلائی وغیرہ، خریداری ہو یا سفر ہر کام مل کر اکٹھے کرنا پسند فرماتے۔ اباجان چونکہ حکیم ہونے کے باعث دیسی ادویات خرید کر لاتے اور گھر میں اُن کو صاف کروا کر کوٹ کر چھان کر تیار کرواتے، تمام کام امی جان کی مدد سے ہوتا تھا۔ یعنی چکی میں پیس کر باریک پاؤڈر تیار کرتی تھیں اور وقت پر مریضوں کو مہیا کرتی تھیں۔

اباجان کی وفات کے بعد بھی اکثر ادویات اُن کو یاد تھیں اور تیار کر کے مریضوں کو دیتی رہیں۔ جن میں مفرّح عورتوں، مردوں کی تکالیف کی ادویات، کھانسی، نزلہ، زکام اور گیس کے عرق وغیرہ شامل تھے۔ جو اباجان کا بھی اصول تھا کہ امی جان کچن میں کھانا پکا رہی ہیں تو ہنڈیا پکوانے میں یا سبزی کٹوانے میں مدد کروا رہے ہیں اور اجتماعات و اجلاسات پر ہم دونوں ساس بہو کو بھجوا دیتے اور غیر موجودگی میں خود تمام کھانا تیار کر کے آٹا گوندھ

کر رکھ دیتے کہ اب آ کر روٹی پکالیں گی۔ اسی طرح کپڑے دھو رہی ہیں تو کپڑے باہر دھوپ میں رسی پر پھیلا رہے ہیں۔ الغرض چھوٹے چھوٹے تمام کام ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے مل جُل کر کرتے تھے۔ اُن کی محبت اور تعاون کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ہماری اگلی نسلوں میں بھی یہ پیار و محبت قائم و دائم ہے اور عزت و محبت اُسی طرح ہے۔ خدا کرے کہ یہ محبت اِسی طرح پروان چڑھتی رہے۔

اُن کے بہن بھائیوں کی محبت کا بھی یہ حال تھا کہ وقتاً فوقتاً اپنی بہن کے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔ تحفے تحائف کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ زیادہ دن ٹھہرتے تو سبزی گوشت اور دیگر سامان وافر مقدار میں خرید کرلاتے۔ پکنک کا پروگرام بناتے اور بہن کے بچوں کے ساتھ (یعنی ہمارے ساتھ) بھی اُسی طرح محبت اور پیار سے پیش آتے اور کوئی کسر اُٹھانہ رکھتے۔ خوب خاطر و مدارت کرتے۔ اُن حسین یادوں کو یاد کر کے خاکسار آج بھی لطف حاصل کرتی ہے اور تمام بچے بھی اُس محبت اور لذّت کو محفوظ کرتے ہیں۔ بہن بھائیوں سے محبت کے نتیجہ میں ہی آپ نے اپنے دو بچوں کے رشتے بھی اپنی بہن اور اپنے شوہر کی بہن کے گھر کئے یعنی ایک بہو بھانجی اور ایک بھتیجی تھی۔ پھر اسی طرح اُنکی نسل میں بھی خدا کے فضل سے بچوں کے رشتے آپس میں طے ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔

دسمبر 1979ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر خدا تعالیٰ کے فضل سے امی جان اور ابا جان کی شادی کے 50 سال پورے ہونے پر انہوں نے تمام مہمانانِ جلسہ افرادِ خاندان کو دعوت پر گھر بلایا اور عمدہ کھانا کھلایا۔ جس میں تقریباً 100 افراد بڑے اور چھوٹے سب ہی شامل تھے۔ خدا کے فضل سے اس میں چاروں بھائی اور چاروں بہنیں بھی موجود تھے۔ خدا کے فضل سے بہت ہی خوشی اور مسرت سے بھرپور دن تھا جب جلسہ کے بعد سب لوگ ہمارے گھر تشریف لائے اور رات کا کھانا بھی کھایا۔ الحمد للہ۔

خاکسار سے محبت:

میرے شوہر ولی الرحمان سنوری چونکہ سب سے چھوٹے بیٹے تھے اُن سے والدہ صاحبہ کا بہت زیادہ پیار تھا۔ شادی کے بعد بھی انہوں نے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا اور بہت ہی پیار دیا۔ مجھے کبھی بھی یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ وہ میری ساس ہیں بلکہ والدہ سے بڑھ کر محبت اور پیار دیا۔ خاکسار کو تقریباً 17 سال اُن کے ساتھ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی اور خدا کے فضل سے ہر لمحہ بہت ہی اچھا گذرا۔ اتنی محبت اور پیار کرنے والی پیاری ہستی مجھے اپنی ماں سے بھی زیادہ پیاری تھیں جنہوں نے اپنائیت ہی دی اور کبھی بھی مجھے یہ احساس نہ ہونے دیا کہ میں اجنبی نئے گھر میں ہوں کیونکہ ہمارا خاندان بالکل غیر تھا۔ ہر مرحلہ پر میری مدد کی میرے ساتھ میرے کام میں معاون رہیں۔ حتیٰ کے اپنی طرح لذیذ کھانے بنانے بھی سکھائے جو اُن کی وفات کے بعد اُن کے بچے بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہمیں آپ کے کھانوں سے امی کے ہاتھ کے بنے ہوئے کھانوں کی خوشبو آتی ہے۔ یہ وہ پیار، محبت اور خلوص ہی تھی جو انہوں نے مجھے دی ورنہ میں تو عاجز ناچیز تھی۔ بعض اوقات مجھے اپنے شوہر سے کوئی بات منوانا ہوتی تو امی جان سے کہہ کر منوا لیتی تھی کیونکہ وہ کبھی بھی میری بات کا انکار نہ کرتی تھیں۔ روایتی ساس بہو کی بجائے ماں بیٹی کا دوستانہ ماحول تھا، میں بھی ہر بات بے خوف و خطر اُن سے کہہ دیا کرتی تھی۔ الحمدُللہ خاکسار کو اُن کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی جو اُن کی تمام بہوؤں میں سب سے زیادہ نصیب ہوئی۔ الحمدُللہ کہ وہ اپنی زندگی میں بھی خاکسار سے بہت خوش رہیں اور آخری وقت میں بھی خاکسار اُن کے ساتھ تھی۔ ہمارے پیار کا یہ خوبصورت حُسنِ سلوک آج بھی اُسی طرح ہے اگرچہ اُن کی وفات کو 18 سال گذر چکے ہیں لیکن آج بھی جب میں کسی تکلیف یا پریشانی میں ہوتی ہوں تو فوراً اُنہیں خواب میں پاتی ہوں اور وہ مجھے حوصلہ اور تسلی دیئے ہوئے ہوتی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے وہ پریشانی آج بھی دور ہو جاتی ہے۔

کچھ یاداشتیں بڑی بیٹی فرزانہ سنوری کی زبانی

وہ بتاتی ہے کہ بچپن سے ہی خاکسار کو اُن کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور خدا کے فضل سے پیاری دادی جان کو پنجوقتہ نماز ، قرآن کی عاشق ،روزہ دار، نوافل و سجود سے محبت، چندہ جات کی اوّل وقت ادائیگی میں دیوانہ پایا۔ مطالعہ کتب کا بھی اسقدر شوق تھا۔ کوئی جماعتی رسالہ، اخبار یا کوئی کتاب ہاتھ لگ جاتی تو جب تک ختم نہ ہو جاتی تھی دَم نہ لیتی تھیں۔ اور پھر مطالعہ کردہ حصّہ کے خاص خاص تذکرے ہم بچوں کو ضرور بتاتی تھیں، اُنکی عمدہ تربیت کا ہی اثر ہے کہ ہمیں بھی انہوں نے زیادہ سے زیادہ نماز روزہ کا پابند بنایا۔ قرآن سے بے پناہ محبت یعنی روزانہ باقاعدگی اور کثرت سے پڑھنے کا عملاً درس ہمیں دیا اور آج ہم دونوں بہنوں کو حافظِ قرآن ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ نوافل بھی کثرت سے ادا کرتی تھیں۔ رات کو اکثر جب لائٹ چلی جاتی تھی تو ہم گھر کے سب افراد اُن کے گرد جمع ہو جاتے اُن سے مختلف طرح کی گفتگو کرتے وہ ہمیں دعائیں یاد کرواتیں ہم سے بار بار سنتیں۔ اسی طرح کلام مسیح موعودؑ اور کلامِ محمود اور درعدن وغیرہ کے بار بار مطالعہ کے باعث اُنکو بہت سی نظمیں زبانی یاد تھیں۔ وہ ہمیں بھی اُن سے سُن سُن کر یاد ہو گئیں۔ آواز بھی بہت پیاری تھی اور ہمیں اکثر سُنایا کرتی تھیں خاص طور پر اُن کا یہ شعر جسے وہ کثرت سے پڑھتی تھیں آج بھی مجھے اچھی طرح سے یاد ہے: ”نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے کھلا تو ہے تیری جنت کا باب جانے دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صحابی اور صحابیہ کی بیٹی ہونے کے طفیل اور خود بہت دعا گو ہونے کی وجہ سے ان کی دعائیں بھی بہت قبول ہوتیں تھیں۔ یہ شعر بھی ان کی وفات کے موقع پر اسی طرح پورا ہوا۔ وہ ہم سے باتیں کرتے کرتے اپنے رب سے باتیں کرتے کرتے نماز کی حالت میں ہی خدا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اللہ اللہ کیا شان ہے۔

ان کو گھڑ سوراری کا بھی بہت شوق تھا۔ بتایا کرتی تھیں کہ جب بھی ہم سندھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زمینوں پر ملازمت کے دوران رہا کرتے تھے تو چاندنی راتوں میں نہر کے کنارے ہم تمام خواتین اکٹھی ہو جایا کرتی تھیں اور ہم اکثر گھڑ سواری کرتی تھیں، کہا کرتی تھیں کہ چودھویں کے چاند کی بھرپور روشنی میں نہر کے کنارے کنارے گھوڑ سواری کا جو مزہ آتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ پانی میں چاند کا عکس ہمارے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا اور خدا کی قدرت کا یہ حسین منظر کس قدر دلفریب ہوتا تھا۔ اس کی لذت تو صرف محسوس ہی کی جاسکتی تھی۔

پھر ہمارا ننھیال بھی ربوہ میں ہی تھا اور ہر ہفتہ چھٹی کے دن ہم ہمیشہ شام کو نانا جان کے گھر جایا کرتے تھے میں نے شروع سے ہی یہ دیکھا کہ میری دادی جان نے نانی جان اور نانا جان سے بھی اتنی محبت اور پیار اور اخلاص کا سلوک کیا کہ ہمیں دونوں گھروں میں کبھی فرق نظر نہ آیا۔ خود بھی گاہے بگاہے اُن کی طرف جایا کرتی تھیں اور وہ سب بھی ہمارے ھاں آتے رہتے تھے۔ اُن کی خاطر و مدارت اور مشفقانہ سلوک سے میں آج بھی متاثر ہوں یعنی سمدھنوں کے ساتھ بھی بہن بھائیوں کا پیارا سلوک روا رکھتی تھیں۔

حتیٰ کہ ہماری نانی جان کی وفات کے 3 ماہ بعد ہی دادی جان کی وفات ہو گئی۔ اور نانا جان کی اچانک وفات کو بھی ہمیشہ قابلِ رشک گردانتی تھیں کہ کس طرح انہوں نے چلتے پھرتے اپنے کام کرتے، دفتر جاتے رات کو اچانک دل کا دورہ کے باعث وفات پائی تھی۔ اور اسی طرح خود بھی خواہش رکھتی تھیں ،جو خدا نے من و عن پوری فرمائی۔ ہم اپنی دادی جان کو ہمیشہ امی جان کہا کرتے تھے جبکہ ان کے تمام بہن بھائی کو دادا جان اور دادی جان کہتے

تھے۔ ہماری امی سے بھی بہت پیار اور شفقت کا سلوک روا رکھتی تھیں۔ اور ہماری امی نے بھی ہمیشہ ان کے ساتھ محبت اور خدمت کا بہترین سلوک کیا۔ سب سے چھوٹی بہو ہونے کے ناطے امی ہماری دادی جان کو بہت پیاری تھیں۔ اور اپنی سب بہوؤں سے زیادہ ان کی عزّت کرتی تھیں جبکہ باقی بہوؤں میں ایک اُن کی بھانجی اور ایک بھتیجی بھی تھی لیکن عمر کا آخری حصّہ یعنی 17 سال امی کے ساتھ گذارے باقی سب بچوں کے پاس جاتی تھیں لندن، کراچی اور لاہور لیکن جلد ہی واپس آجاتی تھیں اور زیادہ تر وقت اپنے گھر ربوہ میں رہنا پسند فرماتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کی وفات بھی انکی خواہش کے مطابق اپنے گھر ربوہ میں ہی ہوئی۔ آپ پردہ کی بہت پابند تھیں۔ آخری وقت تک برقعہ پہننا اور ہمیں بھی نصائح فرماتیں۔ فیشن پرستی اور رسومات دکھاوا، نمائش جیسی چیزوں سے سخت نفرت تھی۔ ہمیشہ سادگی کا شعار اپنایا۔ اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ترجیح دیتیں۔ غرور اور تکبر کا شائبہ نہ تھا۔ ہمیشہ عاجزی، انکساری، محبت اور پیار و اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ جب تک صحت رہی نماز جمعہ کی ادائیگی ضرور کرتی تھیں۔ ایم۔ٹی۔اے کو بہت پسند فرماتیں، خود بھی سنتیں تھیں اور ہمیں بھی سُننے کی تلقین کرتی تھیں۔ خصوصاً خلیفہ تہ المسیح الرابعؒ کے خطبات، اردو کلاسز، قرآن کلاسز اور سوال و جواب کی محفلیں بہت شوق سے دیکھتی تھیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں بھی ان کے لئے تمام دروازے کھلے رکھے اور رحمتیں اور برکتیں لئے ہوئے دیدار الٰہی اور قربِ رسول ﷺ عطا ہوں اور اُن کی آئندہ نسلیں بھی بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

خواہش اور قبولیتِ دعا اور وفات:

میری بیٹی فرزانہ سنوری کو چھوٹی عمر سے ہی کاپی پنسل پکڑ کر اُلٹی سیدھی لائینیں لگانے کا بہت شوق تھا اُس کو دیکھ کر اکثر کہا کرتی تھیں کہ یہ بڑی ہو کر اچھا لکھنے لکھانے کی ماہر ہو گی۔ اُن کے یہ الفاظ آج اس رنگ میں پورے ہوتے دیکھتی ہوں کہ خدا کے فضل سے اس بچی کو ہمیشہ تقاریر وغیرہ میں انعامات حاصل کرنے کا موقعہ ملا یعنی لکھنے اور پڑھنے کا دونوں طرح اور آج کل بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ نہ کینیڈا کے علمی رسالے النساء میں اُردو ٹائپنگ کا کام سرانجام دے رہی ہے نیز اُردو ٹائپنگ دوسروں کو سکھانے کا کام بھی سرانجام دے رہی ہے جس میں اپنی چھوٹی بہن حافظہ تحمیدہ ولی کی نمایاں مدد فرمائی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں ہی لجنہ کے رسالے کیلئے عمدگی سے کام کر رہی ہیں جو محض آپ کے پاس رہنے اور آپ کی خدمت کرنے اور آپ کی دعائیں حاصل کرنے کے طفیل ہیں اور آپکی قبولیتِ دُعا کا نشان ہے۔

یوں تو ان کی قبولیتِ دعا کے بہت سے واقعات ہیں لیکن آخری واقعہ درجِ ذیل ہے:

اُن کی خواہش اور دعا تھی کہ جب بھی وفات کا وقت آئے اپنے گھر میں آئے اور خدا کسی کا محتاج بھی نہ کرے۔ میرے والد صاحب مرحوم کی وفات بھی اسی طرح اچانک دل کے حملہ سے ہوئی تھی اور اُن کو ہمیشہ یاد کر کے کہا کرتی تھیں کہ خدا تعالیٰ اسی طرح کی خوبصورت موت نصیب کرے، کسی کی محتاجی نہ ہو۔ الحمدُللہ خدا تعالیٰ نے اُنکی خواہش کو پورا کیا اور آخری رسومات بھی خود مجھے ادا کرنے کو کہتی تھیں کہ میرا یہ آخری کام خود ضرور کرنا۔

چنانچہ وفات سے 3 دن قبل وہ اپنے بیٹے نصیر الرحمان سنوری کے پاس عرصہ 1 ماہ سے رہ رہی تھیں۔ 3 دن قبل وہ فون پر مجھ سے اصرار کر کے اپنے گھر بیت الحمد ربوہ پہنچی تھیں اور اس کے 3 دن بعد آپ کو دل کا دورہ پڑا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکیں اور وفات پا گئیں۔ نمازِ ظہر پڑھتے پڑھتے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ اُس نے کس طرح عمدہ رنگ میں اُن کی خواہش اور دعا کو قبول فرمایا۔ اور خاکسار کو اُن کی آخری خدمت کرنے کا بھی موقعہ دیا۔ الحمدُللہ۔

ظہر کی نماز پڑھتے وقت اچانک دل کا دورہ ہونے سے وفات ہوئی اور اس وقت خاکسار ہی اُن کے پاس تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آخری وقت کی اُنکی خواہش کہ خدا تعالیٰ ہر لمحہ محتاجی کی زندگی سے بچائے، بفضلِ خدا تعالیٰ پوری ہوئی۔

حرفِ آخر:

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پیاری امی جان کو ہمیشہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو اُنکے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اُنکی دُعائیں انکی نسلوں میں تا قیامت قائم و دائم رہیں۔ تا اُنکا روحانی ثواب ہمیشہ ان کو ملتا رہے۔ انکی نسل بھی تا قیامت سلسلہ کے ساتھ وابستہ رہے اور دینی خدمات زیادہ سے زیادہ کرنے کی توفیق حاصل ہو۔

یہاں بھی خاکسار حضرت نانا جان کی کتاب تجلّیٔ قدرت سے آپ کا یہ خواب درج کرنا پسند کرے گی جس میں آپ نے اپنی بیٹی حمیدہ کے متعلق خواب دیکھا۔

”خواب میں دیکھا کہ میری لڑکی حمیدہ کے سر پر جالی دار موتیوں والا دوپٹہ ہے، گلے میں گلوبند ہے جو نہایت چمکدار ہے۔ میں نے پوچھا یہ کب بنایا ،انہوں نے کہا بی بی صاحبہ (میری والدہ) نے بنا کر دیا ہے۔“(صفحہ نمبر 241)

خدا تعالیٰ اس خواب کے مطالب کا آپکی نسلوں کو بھی وارث بنائے اور وہ تمام اسی طرح خوبصورت لباس اور علم کے زیور سے آراستہ رہیں۔

منزہ ولی سنوری اہلیہ ولی الرحمن سنوری

بریمپٹن، کینیڈا - 25 / 09 / 2013